40

جلسہ سالانہ کے لئے چند ہدایات

(فرمودہ ۹ ر نومبر ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔
اگرچہ حلق کی تکلیف اور نزلہ کی زیادتی کی وجہ سے میں کوئی خاص تقریر نہیں کر سکتا۔ تاہم چونکہ جلسہ کے دن قریب آگئے ہیں اس لئے باوجود تکلیف کے میں خود ہی خطبہ پڑھنا مناسب سمجھتا ہوں۔

پہلی ہدایت جس کے بغیر کوئی مدعا اور مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے کہ اس جلسہ کی غایت اور غرض کو مد نظر رکھا جائے۔ جب تک کسی کام کی غرض اور غائت معلوم نہ ہو تب تک اس کام کے لئے انسان پوری کوشش نہیں کر سکتا اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی جلسہ میں شامل ہوں۔ چونکہ خطبہ تمام قومی ضروریات کے مطابق ہوتا ہے اور وہ چھپ کر باقی دوستوں تک پہنچتا ہے اس لئے میں خطبہ ہی کے ذریعہ قادیان سے باہر کے دوستوں کو بھی خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے ہمت اور کوشش کریں اور اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی آئیں۔ نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی یہاں لانے کے لئے ابھی سے کوشش کریں۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ہم احمدی ہیں اسی طرح ہمارے زیر اثر دوست بھی ہیں۔ ان کو چلتے وقت اپنے ساتھ لے لیں گے اور وہ فوراً چل پڑیں گے۔ حالانکہ وہ لوگ جو ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے جن کے دلوں میں ابھی سلسلہ کی عظمت نہیں ان کو چلتے وقت کہنا کہ چلئے۔ حالانکہ وہ کئی کام پہلے سے مقرر کر چکے ہوتے ہیں ایک ناممکن بات کا مطالبہ کرنا ہے۔ اس وقت ان کو ساتھ چلنے کے لئے کہنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ وہ لوگ کہ جن کو انہی دنوں میں تعطیلیں ہوتی ہیں اور فراغت ہوتی ہے وہ تو دو دو ماہ پہلے اپنے کاموں کی تجویز کر لیتے ہیں۔ کوئی کسی کی شادی کا فیصلہ کر لیتا ہے کوئی دوستوں کی ملاقات کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ کوئی اور کسی کے گھر کے کام کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اس وقت ان سے یہ چاہنا کہ وہ اپنے پہلے فیصلے کو منسوخ کر دیں ایک ناممکن

بات کی خواہش کرنا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ وہ کسی اور مشغلہ کا فیصلہ کر لیں ہماری جماعت کو چاہئیے کہ اپنے دوستوں میں جلسہ میں شمولیت کے لئے تحریک کریں۔ کیونکہ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر چکیں تو پھر فیصلہ کو منسوخ کرنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

پہلے تو میں ان لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جن کے ایسے لوگوں سے تعلقات ہیں جو صداقت پسند اور حق جو ہیں تحریک شروع کر دیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو حجاب کی وجہ سے ہمارے سلسلہ سے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے یہی دن حجاب کے دور ہونے کا ذریعہ ہیں کیونکہ جب ایک رو پیدا ہو جاتی ہے تو ان کو دیکھ کر اور لوگوں میں بھی وہ رو جاری ہو جاتی ہے۔ جب وہ چاروں طرف سے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کے اندر بھی خواہش پیدا ہوگی۔ عام طور پر لوگوں کا ایک جگہ پر جانا بھی ایک دل چسپی پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کی یہ عادت ہے کہ جس کام کو بہت سے لوگوں کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے اس کے دل میں اس کے لئے ایک شوق پیدا ہو جاتا ہے چونکہ سینکڑوں ہزاروں لوگ چاروں طرف سے ان دنوں آرہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو جو دیکھتا ہے اس کے دل میں بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ پھر جلسہ کا ایک خاص طور پر اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آریہ سماج کے مندروں میں کوئی غیر قوم کا شخص نہیں جاتا۔ لیکن ان کے جلسہ پر بہت سے مذاہب کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت عجوبہ پسند بھی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی جلسہ کے دنوں میں لوگ خیال کرتے ہیں معلوم نہیں وہاں کیا ہوتا ہے۔ چلو چل کر دیکھیں تو سہی کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ پھر عام طور پر لوگ یہ بھی نہیں پسند کرتے کہ وہ اکیلے یہاں آئیں۔ ان کے دلوں میں حجاب ہوتا ہے کہ اگر کسی نے پوچھا تو کیا کہیں گے۔ لیکن جب جلسہ کے دن ہوں اور لوگ ان دنوں میں کثرت سے آرہے ہوں تو ان کو کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح اور لوگ جلسہ دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں اس طرح ہم بھی جا رہے ہیں۔ جلسہ دیکھنے میں تو کوئی حرج نہیں آخر ہم اور جلسے بھی تو دیکھتے ہیں۔

درحقیقت ہمارے کام کی وسعت چاہتی ہے کہ ہماری عام ہمدردی ہو اور عام لوگوں کی طرف ہماری توجہ ہو کیونکہ یہ ہماری تبلیغ کے لئے نہایت مفید چیز ہے۔ اس لئے میں تو کہتا ہوں اگر کوئی دشمن سے دشمن بھی قادیان میں آئے اور دشمن ہی چلا جائے تب بھی ہماری ہی فتح ہوگی کیونکہ سلسلہ کی کچھ نہ کچھ عظمت اس کے دل میں ضرور پیدا ہو جائے گی۔ اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ باہر ایک مولوی نے ہماری مخالفت میں ہمارے سلسلہ کے متعلق جب غلط بیانیاں کیں تو ایک غیر احمدی نے ہی جو عقائد کے لحاظ سے ہمارا مخالف تھا مگر کسی موقع پر یہاں آیا تھا اس مولوی کی تردید کر دی اور کہا کہ نہیں میں خود قادیان گیا ہوں۔ یہ لوگ بڑے دین دار ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں

مگروہ باتیں ان میں نہیں پائی جاتیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ایسے آدمی کی گواہی عوام پر بہت اچھا اثر کرتی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مخالف کی شہادت ہے۔ پس چاہیئے ایسے لوگ خواہ دشمن ہی رہیں لیکن وہ بہتوں کو ہمارا دوست بنانے کا باعث ہو جاتے ہیں اور دشمن ہونے کی وجہ سے ہماری صداقت کے زیادہ عمدہ گواہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ باوجود دشمن ہونے کے پھر ہماری خوبی کا اقرار کرتے ہیں۔ تو قادیان میں لوگوں کا لانا بہت مفید ہوتا ہے۔ اور قادیان میں دوسرے لوگوں کو لانے کے لئے جلسہ کے دنوں سے زیادہ بہتر اور کوئی موقع نہیں ہے۔ پس تمام دوست جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ لوگ اپنے ساتھ لا سکیں وہ ضرور ان دنوں میں لائیں اور یہاں لانے کے لئے ابھی سے تحریک شروع کر دیں۔

پھر یہاں کے کارکنوں کو خاص توجہ دلاتا ہوں کہ جب بیرونی دوست اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی لائیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہاں زیادہ آدمی آئیں اور کام بھی زیادہ ہوگا۔ اس لئے وہ بھی ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے آفیسر بہت ہوشیار ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہیں کہ سامان یکدم جمع نہیں ہوا کرتے۔ اس لئے وہ بہت مدت پہلے سامان جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ابھی ان کے اندر یہ احساس نہیں پیدا ہوا کہ جس طرح سامان کا پہلے سے جمع کرنا ضروری ہے اسی طرح کام کرنے والے آدمیوں کا بھی پہلے جمع کرنا اور ان کو کام کے لئے تیار کرنا اور پہلے سے ہی کام سکھانا ضروری ہے۔ دیکھو گورنمنٹ کتنے سپاہی تیار رکھتی ہے۔ اور کس قدر اخراجات ان کے لئے برداشت کرتی ہے کیا ان پر فضول خرچ کرتی ہے۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ وقت پر کام آسکیں کیونکہ کوئی کام کرنے والا اپنے فرض منصبی کو عمدگی سے ادا نہیں کر سکتا جب تک اس کو پہلے سے اس کام کے کرنے کی مشق نہ ہو۔ ایک مثال ہے کہ ایک بیوقوف بادشاہ نے اپنی کثیر فوج کو یہ سمجھ کر کہ اتنی فوج رکھنے کی کیا ضرورت ہے برطرف کر دیا۔ اور اس کی بجائے قصابوں کے ایک ایک دو دو روپے مقرر کر دئے کہ یہ تو چھری چلانا جانتے ہیں جب ضرورت پڑے گی ان سے کام لے لیا جائے گا۔ جب اس کی اس بے وقوفی کا پاس والی حکومت کو پتہ لگا تو اس نے چڑھائی کر دی۔ ادھر بادشاہ نے تمام قصاب لڑنے کے لئے بھیج دئے مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ سب دوڑے دوڑے آئے اور کہنے لگے حضور وہ تو نہ رگ دیکھتے ہیں نہ پٹھا۔ بے تحاشا مارے جاتے ہیں یہ تین چار مل کر ایک آدم کو پکڑیں اور الٹا کر اس کے گلے پر چھری پھیریں۔ مگر اتنی دیر میں وہ ان کے کئی آدمی ماردیں۔ یہ ایک مثل ہے اور مثل ایسی ہی بنائی جاتی ہے جو انتہائی درجہ کو ظاہر کرے۔ پس مثال ہمیشہ اپنے آخری نتیجہ کو ظاہر کیا کرتی ہے۔ ایسا نہیں تو اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ایسے واقعات ضرور ہوتے رہتے ہیں اور ہر روز ہوتے ہیں۔ پس انسان کو جس کام کو کرنے

کی مشق نہ ہو وہ خواہ کتنا ہی معمولی ہو۔ اسے نہیں کر سکتا۔ میرا اپنا ہی واقعہ ہے کہ مکان بن رہا تھا اور مستری لکڑ گھڑ رہے تھے۔ میری چھوٹی عمر تھی۔ میں نے جو ان کو لکڑی پر تیشہ مارتے دیکھا تو سمجھا کہ آسان کام ہے اور میرے دل میں بھی اس کے کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ جب وہ آدمی کہیں گیا تو میں نے تیشہ چلانا چاہا۔ ابھی پہلا ہی تیشہ مارا تھا کہ اس سے میری انگلی زخمی ہو گئی۔ اسی طرح ایک دفعہ کوئی مزدور کام کر رہا تھا اسے دیکھ کر میں پیچھے پڑ گیا کہ مجھے کہی دو۔ میں بھی چلاؤں گا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ یہ کونسی مشکل بات ہے لیکن جب کہی مارنے لگا تو وہ میرے پاؤں پر لگی۔

تو ہمیشہ کام کرنے سے آتے ہیں۔ میں نے بار بار سمجھایا ہے کہ جن لوگوں سے کام لینا ہوتا ہے ان سے مصنوعی طور پر دو دو ماہ پہلے وہ کام کرائے جائیں۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر مشق کرانے کا شوق تھا۔ آپ کو یہاں تک خیال تھا کہ آپ مسجد میں جنگی مشقیں کرایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مسجد میں حبشیوں سے گتکا کھلایا۔ اس حدیث کا ترجمہ کرنے والے بعض مولویوں نے اس کو تماشا لکھا ہے اور گتکے کو تماشا میں شامل کر کے نبی کریمؐ کو تماشا دیکھنے والا اور اپنی بیوی کو دکھانے والا قرار دیا ہے لیکن یہ وہ تماشا ہے کہ جس کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ جو قوم یہ تماشا نہیں جانتی دنیا اس کا تماشا دیکھتی ہے۔ اور جس طرح قلندروں کے ہاتھ میں بندر ہوتے ہیں جو ناچتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسری قوموں کے قبضہ میں ہوتی ہے جو اس کو نچاتی ہیں۔ پس گو ایسے کام دیکھنے میں تماشا ہی معلوم ہوں لیکن در حقیقت یہ مشقیں ہوتی ہیں۔ میں نے بارہا ایسی مشقوں کے لئے توجہ دلائی ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ایک دفعہ بھی اس طرح توجہ نہیں کی گئی۔ اب پھر میں توجہ دلاتا ہوں کہ جن لوگوں سے کام کرایا جائے گا وہ ابھی سے اپنے آپ کو پیش کر کے ان کاموں کی جن پر انہیں لگایا جائے گا مشق کریں۔ اور ایسی مشقوں کو خلاف وقار نہ سمجھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے انسان نے اس قسم کے کام کئے تو ہمارا کیا حرج ہے اور جو کام آئندہ کرنا ہوتا ہے اس کی مشق تماشا نہیں کہلاتی وہ در حقیقت ایک قسم کی تیاری ہوتی ہے۔

پس کام کے لئے قبل از وقت مشق کرنی نہایت ضروری ہے۔ مثلاً ایک بڑی جماعت سے بہت سے بوجھوں کے اٹھوانے کی مشق کرائی جائے اور ایسے کام جن کی ضرورت پیش آتی ہے ان کی مشق کرائی جائے۔ دیکھو آگ بجھانے والوں سے آگ بجھانے کی اس طرح مشق کرائی جاتی ہے کہ مصنوعی مکان بنائے جاتے ہیں اور ان میں سامان رکھے جاتے ہیں پھر ان کو آگ لگا دی جاتی ہے جس کو انہوں نے بجھانا ہوتا ہے۔ اور مال کو بچانا ہوتا ہے اس طرح اگر ان کو مشق نہ کرائی جائے تو وقت پر وہ گھبرا جائیں اور دیکھتے رہ جائیں۔ پس ایسی مشقیں قومی زندگی کے آثار ہوتی ہیں۔ جو شخص اپنے کاموں کو خلاف وقار سمجھتا ہے وہ کوتہ اندیش ہے۔

پھر میں کارکنوں کو ایک یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ انسان خود اپنی عقل سے اپنے کام کو پورے طور پر نہیں سمجھتا اگر اپنی عقل سے سمجھنے لگے تو بیسیوں باتیں ان سے رہ جائیں گی۔ اس لئے یہاں کے کارکن دوست ابھی سے بیرونی دوستوں کی طرف چٹھیاں لکھ کر ان سے پوچھیں کہ ان کو رستہ میں اور یہاں کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور ان کو دور کرنے کا کیا ذریعہ ہے اور کیا تدابیر ہیں گویا مشکلات بھی ان سے پوچھیں اور ان کے دور کرنے کی تجاویز بھی ان سے دریافت کریں۔ یہ تمام کام ایسے ہیں جن کے لئے ابھی سے تیاری کرنی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ افسر بھی انتظام نہیں کر سکتے جب تک کہ دوسرے لوگ ابھی سے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش نہ کریں۔ اس لئے جو لوگ اپنے آپ کو جلسہ میں کام کرنے کے لئے پیش کر سکتے ہیں وہ ابھی سے پیش کریں۔ اس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ بعض نہ پیش کریں تو حرج نہیں بلکہ اس سے مراد وہ تاجر ہیں جو جلسہ پر اپنی دوکان لگا کر سال بھر کا خرچ پیدا کرتے ہیں۔ پس سوائے تاجروں کے باقی تمام اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ کارکن افسروں کو چاہیئے کہ ابھی سے کام کرنے والوں کے جتھے بنا کر ان کو کام کرنا سکھائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر اسی طرح دوست کام کریں گے تو پہلے سے بہت زیادہ اپنے کام میں کامیاب ہوں گے۔

(الفضل ۱۶ر نومبر ۱۹۲۳ء)